آرا و افکار

عثمان احمد *

اصطلاحات کا مسئلہ: ایک تنقیدی مطالعہ

علوم وفنون اپنی مرتب، مکمل اور مدون شکل میں اصطلاحات کے ذریعے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور بالعموم مخصوص اصطلاحات کا نظام ہی کسی فکر، علم یا فن کی شناخت ہوتا ہے۔ فرہنگ آصفیہ کے مطابق ''جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی ٹھہرا لیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں، کیونکہ اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصلحت کر کے کچھ معنی مقرر کر لینے کے ہیں۔ اسی طرح وہ الفاظ جن کے معنی بعض علوم کے واسطے مختص کر لیے جاتے ہیں، اصطلاحِ علوم میں داخل ہیں۔ خیال رہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں میں کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے۔'' (۱)

علی بن محمد بن علی الجرجانی لکھتے ہیں:

"الاصطلاح : **عبارة** عن اتفاق قوم علیٰ تسمیة الشیء با سم ما یُنقَل عن موضعه الاول ، واخراج اللفظ من معنی لغویّ الیٰ آخر لمناسبة بینهما۔ وقیل :الاصطلاح :اتفاق طائفة علیٰ وضع اللفظ بازاء المعنی۔ وقیل : الاصطلاح:اخراج الشیء عن معنی لغوی الی معنی آخر ، لبیان المراد۔وقیل: الاصطلاح: لفظ معین بین قوم معیَّنِین" (۲)

''اصطلاح کسی قوم کا کسی شے کے نام پر اتفاق کر لینا ہے جو کہ اس کے پہلے معنی موضوع سے منتقل کر دے اور لغوی معنی کی بجائے کسی مناسبت کے باعث دوسرے معنی مراد لینا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اصطلاح کسی گروہ کا کسی مخصوص معنی کے لیے لفظ کا وضع کرنا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اصطلاح مراد کے بیان کے لیے کسی چیز کا اس کے لغوی معنی سے کسی دوسرے معنی کی طرف لے جانا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اصطلاح کسی متعین لفظ کو کہتے ہیں جو متعین کرنے والوں کے درمیان متعین معنوں میں مستعمل ہو۔''

انگریزی میں اصطلاح کے لیے مستعمل لفظ TERM ہے:

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Terms are words and compound words that are used in sepecific context. (3)

اصطلاحات وہ مفرد اور مرکب الفاظ ہیں جو مخصوص پس منظر میں ہی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اصطلاحات کا وضع کرنا حقائق کی تخلیق یا اظہار کا نام نہیں بلکہ ادنیٰ یا اعلیٰ موجوداتِ ذہنی و مادی کو مخصوص الفاظ کے ساتھ معروف کرنے کا نام ہے۔ بسا اوقات بالکل عام اور سطحی باتیں اور ادنیٰ انسانی جذبات وخواہشات کو سنہری اصطلاحات کے ذریعے مستور مگر مقبول کیا جاتا ہے جیسا کہ جدید انتظامی علوم انہی اصطلاحات کا مجموعہ ہیں۔ (۴) بعض علوم تو اصطلاحات کا ایسا گورکھ دھندا ہیں کہ اس کا کل سرمایہ مغلق اصطلاحات ہیں۔ ایسی اصطلاحات جن کے معنی کا تعین ناممکن حد تک مشکل ہے۔ (۵)

صاحب کشاف اصطلاحات الفنون اصطلاح کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”ان اکثر ما یحتاج به فی تحصیل العلوم المدونه و لفنون المروجه الی الاساتذه هو اشتباه الاصطلاح ، فان لکل اصطلاح خاص به اذا لم یعلم بذلك لایتیسر للشارع فیه الاهتداء الیه سبیلا و الی انغمامه دلیلا فطریق علمه اما الرجوع الیهم“ (٦)

”مدون علوم اور مروج فنون کے حصول میں اکثر جس چیز کی احتیاج اساتذہ کی طرف رجوع پر مجبور کرتی ہے وہ اصطلاح کا اشتباہ ہے۔ ہر اصطلاح کے خاص معنی ہوتے ہیں اور ان کو جانے بغیر (علم کی راہ پر) کسی چلنے والے کے لیے کوئی راہ ہدایت اور تاریکی میں کوئی دلیل نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ ان اصطلاحات کے علم کے لیے ان (اساتذہ) کی طرف رجوع کرے۔“

محمد اسلم سہیل لکھتے ہیں:

”یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ علوم مدونہ اور فنون مروجہ میں ہر قسم کے علم وفن کے اصول ومبادی اور کلیات وجزئیات تک رسائی اور ان پر مکمل دسترس کا دارومدار، ان علوم کے متعین بنیادی اصطلاحات کی صحیح تفہیم وتحقیق، ان کے معانی و مطالب کی صحیح تعبیر وتشریح، ایک جیسی مختلف اصطلاحات میں موجود لطیف نکتۂ اتحاد اور دقیق فنی اختلاف کے ادراک و شعور، اور اسی طرح مختلف علوم وفنون کے متفرق مباحث سے متعلق اصطلاحات کی باہمی مماثلت ومشابہت کے درمیان نازک اور بادی النظر میں غیر محسوس فرق کو سمجھ کر ان کی صحیح توضیح وتعریف کرنے اور ان کے مناسب استعمال کی اعلیٰ درجے کی صلاحیت وقابلیت اور غیر معمولی علمی وفنی مہارت پر موقوف ہے“ (۷)

اصطلاحات کے سلسلے میں درج ذیل اصولی باتوں کو ملحوظ رکھنا خلط مبحث سے بچنے، معانی کے صحیح ابلاغ اور انتشار سے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے:

ا۔ کوئی اصطلاح مجرد لفظ نہیں ہوتی۔ ہر اصطلاح کا اپنا مخصوص فکری، علمی یا مذہبی پس منظر ہوتا ہے اور اس کے معانی کا تعین اس کے مخصوص پس منظر سے صرفِ نظر کر کے نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی فرد کسی مخصوص اصطلاح کو محض لغوی

معنی میں استعمال کرنا چاہے تو اسے صراحتاً اس کا ذکر کرنا چاہیے کہ اس کی مراد محض لغوی نہ کہ اصطلاحی۔ کسی اصطلاح کا واضع ہی وہ بنیادی منبع ہے جو کسی اصطلاح کے معانی کے تعین میں بنیادی حوالہ ہوتا ہے۔ مثلاً DEMOCRACY کی اصطلاح کے معنی متعین کرنے کے لیے افلاطون، جان مل ، روسو اور مغربی تاریخ (انقلاب فرانس ، تحریک تنویر وغیرہ) بنیادی ذریعہ ہیں نہ کہ قرآن وسنت۔ (۸) کیا کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ DEMOCRACY کا تصور کوئی مخصوص تاریخی، علمی، ثقافتی اور اخلاقی پس منظر نہیں رکھتا۔ یقیناً رکھتا ہے تو یہ کس طرح درست ہوگا کہ اس کے معنی کا تعین قرآن وسنت سے کیا جائے (قرآن وسنت سے تو محاکمہ ہوگا)۔ یا اس کے وہ معنی متعین کیے جائیں جو اس کے مخصوص تاریخی، علمی، ثقافتی اور اخلاقی پس منظر سے علاقہ نہ رکھتے ہوں۔

اگر ہم اس بات کو رد کرتے ہیں کہ جہاد کی اسلامی اصطلاح کے معنی کا تعین کرنے کا استحقاق مستشرقین یا مغربی سکالرز کو نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں فقہاء عظام نے جو معنی متعین کیے ہیں وہی اصل ہیں تو مسلم علماء کو حق کیسے حاصل ہے کہ وہ مخصوص تاریخی، علمی، ثقافتی اور اخلاقی پس منظر کو نظر انداز کر کے DEMOCRACY کے معنی متعین کریں۔ اسی طرح کسی اصطلاح کے ساتھ اسلامی کا سابقہ یا لاحقہ لگانے سے یہ سمجھنا کہ وہ اپنے مخصوص فکری، علمی، اخلاقی اور مذہبی پس منظر سے کٹ گئی ہے محض خوش فہمی ہے۔ اس کے نتیجے میں باطل افکار کو فروغ و جواز تو مل سکتا ہے لیکن اصطلاحات کی تطہیر نہیں ہو سکتی۔ کیا سوشلزم، جمہوریت، بنکنگ اور انشورنس کی اصطلاحات کے ساتھ ''اسلامی'' لگانے سے سوشلزم، جمہوریت، بنکنگ اور انشورنس میں جوہری تبدیلی واقع ہو جائے گی اور وہ اپنی مخصوص تاریخی، علمی، ثقافتی اور اخلاقی پس منظر سے کٹ جائیں گی؟

۲۔ ہر اصطلاح ایک کل کی حیثیت رکھتی ہوتی ہے اور اس کے معانی بھی کلی حیثیت سے طے کیے گئے ہوتے ہیں۔ کسی بھی اصطلاح کو بالاقساط یا بالاجزاء بیان کر کے یہ کہنا کہ اس میں یہ جز درست اور یہ جز باطل ہے غلط ہے۔ مثلاً Democracy ایک مکمل نظام ہے۔ اس کا جائزہ مکمل نظام کی حیثیت سے لیا جائے گا نہ کہ ووٹ، پارلیمنٹ، اقتدار اعلیٰ کو علیحدہ علیحدہ کر کے۔ اس کے نتیجے میں کیا گیا تجزیہ غیر حقیقی ہوگا۔

۳۔ کسی اصطلاح کا ترجمہ دوسری زبان میں پورے معانی کے ساتھ ممکن نہیں ہوتا اور اس کے لیے اقرب ترین لفظ ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اصطلاحات کا ترجمہ مسائل کا باعث بنتا ہے۔ اللہ جل شانہ کا اسم ذاتی اللہ ہے۔ اس کا کوئی ترجمہ ممکن نہیں لفظِ اللہ کا متبادل GOD خدا یا ایشور یا رام نہیں اور یہ تمام الفاظ اپنا مخصوص پس منظر رکھتے ہیں۔ اسی طرح اردو میں اکثر مغربی اصطلاحات کا ترجمہ الفاظ کا ترجمہ ہے نہ کہ مکمل اصطلاحی معنی اس میں سمٹ آئے ہیں۔ HUMAN RIGHTS کا ترجمہ انسانی حقوق کیا جاتا ہے جو محض لفظی ترجمہ ہے۔ اس کے معانی کے بیان کے لیے وہ مکمل مخصوص فکری، علمی، ثقافتی اور تاریخی پس منظر سے واقفیت ضروری ہے جہاں سے اس اصطلاح نے نشو ونما پائی ہے۔

۴۔کوئی اصطلاح اگر کسی دوسری فکر،فن،عمل یا چیز کے لیے اس کثرت سے استعمال کی جائے کہ وہ اپنے مخصوص فکری،علمی یا مذہبی پس منظر سے بالکل لاتعلق (Detatch) ہو جائے تو نئے معانی اس کے اصل معانی قرار پائیں گے اور گزشتہ معانی کی حیثیت لغوی یا تاریخی رہ جائے گی۔اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ نماز تو دراصل مجوسیوں کی عبادت کا نام ہے (۹) لہٰذا مسلمانوں کی تکبیر تحریمہ،قیام،رکوع و سجود پر مشتمل عبادت کو نماز کہنا درست نہیں تو یہ دعویٰ باطل ہوگا کیونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان معاشرے میں یہ لفظ انہی معنوں میں معروف اور مستعمل ہونے کے بعد متعین ہو چکا ہے کہ اس کے کوئی اور معنی کسی کے ذہن میں نہیں آتے۔کسی اصطلاح کے اپنے مخصوص فکری،علمی یا مذہبی پس منظر سے لاتعلق ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ اس اصطلاح کے استعمال سے اس کے سابقہ معانی کا گمان بھی نہ ہو۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔خاں صاحب مولوی سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،وزارت ترقی انسانی وسائل،حکومت ہند،ویسٹ بلاک۔ا،آر۔کے۔پورم۔نئی دہلی،طبع چہارم،ج1،ص184، 1998ء

۲۔جرجانی،علی بن محمد بن علی،کتاب التعریفات،دار الکتاب العربی بیروت،ص30، 2002ء

3.Http://en.wikipedia.org/wiki/terminology

۴۔ Managemnet Sceinces نے مارکیٹنگ کے نام سے جس علم کی بنیاد رکھی ہے وہ انسانی سطحی جذبات و خواہشات کی اصطلاحاتی تشکیل اور تصور حلال وحرام کے بغیر اشیاء وسہولیات کو فروخت کرنے کے لیے تزویراتی جال ہے۔مسابقت کا بے لگام جذبہ Competition کا اصطلاحاتی نام پاتا ہے۔انسانی ذہن پر مسحور کن تصویری ماحول کے ذریعے اپنی گرفت کرنے کا نام Advertising ہے۔

(۵) جیسا کہ فلسفہ کی اصطلاحات۔بعض فلاسفہ کی اختراع کردہ اصطلاحات ہمیشہ سے اہل علم میں معرکہ آرائی کا باعث ہیں۔

(۶) محمد علی بن علی الفاروقی التھانوی،کشاف اصطلاحات الفنون،سہیل اکیڈمی،اردو بازار لاہور،طبع اول،ص:۱،جز اول،۱۹۹۳ء

(۷) محمد اسلم سہیل،اردو مقدمہ کشاف اصطلاحات الفنون،سہیل اکیڈمی اردو بازار لاہور،طبع اول،ص:ل،جز اول،۱۹۹۳ء

8. Plato, The Republic, revised/trans. by Desmond Lee, Harmondsworth, UK: Penguin Books, 1974, 2nd edition.

Mill, J. S., 1861, Considerations on Representative Government, Buffalo, NY: Prometheus Books, 1991.

Rousseau, J.-J., 1762, The Social Contract, trans. Charles Frankel, New York: Hafner Publishing Co., 1947.

(۹) عماد الحسن فاروقی،دنیا کے بڑے مذاہب،مکتبہ تعمیر انسانیت،اردو بازار لاہور،ص ۱۸۷،۱۸۹،س ن